

## 47672-کیا کفار کے ممالک میں اسلام قبول کرنے والے شخص پر بھرت واجب ہے؟

سوال

کفار کے ممالک میں اسلام قبول کرنے والے شخص کا حکم کیا ہے؟

کیا وہ مندرجہ ذیل حدیث کے تحت آتا ہے :

"میں ہر اس مسلمان شخص سے بری ہوں جو مشرکوں کے مابین رہتا ہے"

اور کیا اس پر بھرت کرنی واجب ہے؟

پسندیدہ جواب

کفار کے ممالک میں جو شخص بھی اسلام قبول کرے اور وہ دین اسلام پر عمل نہ کر سکتا ہو، اور اس کے لیے دین کا اظہار کرنا مشکل ہو، اور عبادت کرنا ممکن نہ ہو، یا اسے اپنے دین کے متعلق فتنہ میں پڑنے کا خدشہ ہو اور اپنی عزت محفوظ نہ رکھ سکے تو ایسے شخص پر بھرت کرنی واجب ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"میں ہر اس مسلمان شخص سے بری ہوں جو مشرکوں کے مابین رہائش اختیار کرتا ہے"

لیکن اگر وہ اپنے دین کا اظہار کرنے پر قادر ہو، اور دینی شعائر پر عمل کر سکتا ہو، اور بھرت پر بھی قدرت رکھتا ہو تو اس کے لیے اس حالت میں بھرت کرنی جائز اور مستحب ہے، لیکن واجب نہیں۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب "المغنى" میں لکھتے ہیں :

لہذا اس کے لیے (بھرت) مستحب ہے، تاکہ وہ ان (یعنی کفار) کے خلاف جہاد کر سکے، اور مسلمانوں کی کثرت اور ان کی معاونت کا باعث بن سکے؟ اس اور اگر وہ دین کے اظہار پر قادر ہو، اور فتنہ و فساد میں پڑنے سے بھی پر امن ہو، اور دعوت و تبلیغ کا کام کرے، اور مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کا کام کرے اور انہیں ان کے دینی معاملات سکھائے تو اسے وہیں رہنا چاہیے اور وہ وہاں سے بھرت نہ کرے۔

کیونکہ اس کے وہاں رہنے میں مصلحت ہے، اس کا ثبوت سنت نبویہ سے بھی ملتا ہے.

مالک بن حويرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور کچھ ایام ان کے پاس قیام کیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ اپنے اہل و عیال میں واپس جانے کا شوق رکھتے ہیں تو انہیں واپس جانے کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ اپنے علاقے کے لوگوں کو تعلیم دینے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

"اپنے اہل و عیال میں واپس جاؤ اور انہیں تعلیم دو"

صحیح بخاری حدیث نمبر (6008) صحیح مسلم حدیث نمبر (674)

اور بخاری و مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے ابو سعید خدري رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے کہ :

ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرت کے متعلق دریافت کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تیرے لیے تباہی، بھرت کا معاملہ توبہ شدید ہے، کیا تیرے اونٹ ہیں؟ تو وہ شخص کہنے لگا: جی ہاں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیا اس کی زکاۃ ادا کرتے ہو؟"

اس نے جواب دیا: جی ہاں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان بستیوں کے پچھے عمل کرتے رہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ تیرے عمل میں کچھ کمی نہیں کرے گا"

صحیح بخاری حدیث نمبر (1452) صحیح مسلم حدیث نمبر (1865)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی شرح میں کہتے ہیں:

(تیرے عمل میں کچھ کمی نہیں کرے گا)

اس کا معنی یہ ہے کہ: تم جہاں کمیں بھی رہو تیرے عمل کے ثواب میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔

علماء کرام کہتے ہیں:

یہاں الجار سے بستیاں اور گاؤں مراد ہیں، عرب بستی کو بخار کہتے ہیں، اور قریبہ بخیرہ کو کہا جاتا ہے۔

علماء رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے:

اس اعرابی نے جس بھرت کے متعلق دریافت کیا تھا اس سے مراد مینہ شریف کی طرف بھرت کرنا اور اپنے پیچھے اہل و عیال بچھوڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مینہ میں رہنا، اور اپنے اہل و عیال اور وطن کو بچھوڑنا مراد تھا۔

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدشہ محسوس ہوا کہ یہ شخص اس بھرت کے حقوق صحیح طرح ادا نہیں کر سکے گا اور اس پر ثابت قدم نہیں رہے گا، اور اپنی ایڑیوں پر پھر جائے گا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا:

"جس بھرت کے بارہ میں تم دریافت کر رہے ہو اس کا معاملہ بست شدید اور سخت ہے، لیکن تم آپنے وطن میں ہی نیکی و بحلائی کے کام کرتے رہو، تم جہاں بھی رہو گے یہ تمیں نفع و فائدہ دیں گے، اور اللہ تعالیٰ اس کے اجر و ثواب میں سے کچھ بھی کمی نہیں کرے گا۔"

لہذا بھرت کا دار و مدار تو وہ میں شعائر اور عبادت کے اظہار کی قدرت واستطاعت نہیں رکھتا اور اسے فتنہ میں پڑنے کا خدشہ ہے تو اس شخص پر بھرت کرنی واجب ہے۔

اور اگر وہ شخص اپنی دینی شعائر اور عبادات کا اظہار کر سکتا ہے اور اس کے لیے بھرت کرنا بھی ممکن ہے تو ایسے شخص کے لیے بھرت کرنی مسحت اور جائز ہے۔

اور اگر وہ شخص دینی شعائر اور عبادات کا اظہار کر سکتا ہے، اور دعوت و تبلیغ کا کام اور مسلمانوں کو تعلیم دیتا ہے، تو ایسے شخص کے لیے وہ وہیں رہے۔

اللہ تعالیٰ جی زیادہ علم رکھنے والا اور حکمتوں والا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب کو اپنے محبوب اور رضامندی کے کام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آپ اہمیت کے پیش نظر سوال نمبر (13363) کا جواب ضرور دیکھیں۔

واللہ اعلم۔